

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



فَاتِحَةُ خَلْفَةِ الْاِمَامِ

بِسْمُولِ دُورِ فِتْوَى سَكَنَاتِ اُورِ اَمِيْنِ

تَأْلِیْفِ

ابو محمد یونس الدین

مَرْجَمِ

مولانا ذوالفقار ظاہر صاحب مدظلہ العالی

النَّشْرُ

جمعیت احادیث و سنن (کراچی ڈویژن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

*** توجہ فرمائیں ***

کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب۔۔۔

* عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

* مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ [UPLOAD] کی جاتی ہیں۔

* متعلقہ ناشرین کی تحریری اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

* دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

**** تنبیہ ****

**** کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب کسی بھی الیکٹرانک کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔**

**** ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔**

نشر و اشاعت اور کتب کے استعمال سے متعلق کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں :

ٹیم کتاب و سنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.kitabosunnat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سلسلہ مطبوعات
28

فَاتِحِ خِلْفِ الْأَمَامِ

بِسْمُولِ دُوفْتُوْءِ سَكْتَاتِ أُوْرِ أَمِيْنِ

تَالِيْفَ

الشيخ العلامة محمد بن تاج الدين الشافعي
علاء الدين بن محمد بن تاج الدين الشافعي

مُتَرَجِمَ


مَوْلَانَا ذُو الْفَقْهَاءِ عَلِي طَاهِر

نَاشِر

مجمع تراث العلماء
بیت سیدہ کبریٰ رضویہ
کراچی

کراچی دفتر: الراشدین مسجد، اہلحدیث، موسیٰ علی رضوی، کراچی، فون: 7511932

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	فاتحہ خلف الامام
مؤلف	:	شیخ العرب والعجم بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ
مترجم	:	مولانا ذوالفقار علی طاہر
تاریخ اشاعت دوئم	:	ذی القعدہ ۱۴۲۱ھ - بمطابق فروری 2001ء
قیمت	:	
کمپوزنگ	:	ابراہیم عبداللہ یوگوی

﴿ ادارہ کی مطبوعات مندرجہ ذیل پتوں سے مل سکتی ہیں ﴾

- ☆ دفتر جمعیت المسلمین، سندھ، جامع مسجد الراشدی، موسیٰ لین، لیاری، کراچی، فون: 7511932
- ☆ مکتبہ السنہ، جامع مسجد سفید اہلحدیث، سولجہ بازار - 1، کراچی
- ☆ مکتبہ نور حرم، نعمان پلازہ، گلشن اقبال - 5، کراچی
- ☆ مکتبہ توحید، محمد جنید، دلی مسجد، دہلی کالونی، کراچی
- ☆ سلفی بک ہاؤس، متصل جامعۃ الاحسان الاسلامیہ، منظور کالونی، کراچی
- ☆ مکتبہ الدعوة السلفیہ نزد محمدی مسجد اہلحدیث، پکا قلعہ دروازہ، حیدرآباد
- ☆ مکتبہ السلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور
- ☆ مکتبہ قدوسیہ، غزنوی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور
- ☆ مکتبہ اسلامیہ، بھوانہ بازار، فیصل آباد، فون: 631204
- ☆ جامع مسجد عثمان بن عفان، سیکٹر 11/2-G اسلام آباد

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
5	مقدمہ	1
7	حدیث نمبر 1 بروایت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ	2
8	حدیث نمبر 2 بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	3
13	حدیث نمبر 3 عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت	4
16	حدیث نمبر 4 بروایت محمد بن ابی عاصم رضی اللہ عنہ	5
17	حدیث نمبر 5 بروایت انس رضی اللہ عنہ	6
18	حدیث نمبر 6 بروایت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	7
19	حدیث نمبر 7 بروایت ابی بادیہ رضی اللہ عنہ	8
19	حدیث نمبر 8 عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت	9
20	حدیث نمبر 9 بروایت مہران رضی اللہ عنہ	10
21	حدیث نمبر 10 بروایت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ	11
22	حدیث نمبر 11 بروایت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ	12
22	حدیث نمبر 12 بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	13
24	حدیث نمبر 13 بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ	14
24	حدیث نمبر 14 بروایت جابر رضی اللہ عنہ	15
25	حدیث نمبر 15 بروایت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ	16
26	حدیث نمبر 16 بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	17
27	اثر نمبر 1 از عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	18
27	اثر نمبر 2 از علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	19
28	اثر نمبر 3 از ابن مسعود رضی اللہ عنہ	20
28	اثر نمبر 4 از ابن عباس رضی اللہ عنہ	21
29	اثر نمبر 5 از ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	22

29	اثر نمبر 6 از ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ	23
30	اثر نمبر 7 از عمران بن حصین رضی اللہ عنہ	24
30	اثر نمبر 8 از عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ	25
31	اثر نمبر 9 از عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	26
32	اثر نمبر 10 از ابو ہریرہ و عائشہ رضی اللہ عنہما	27
32	اثر نمبر 11 از ابو الدرداء رضی اللہ عنہ	28
33	اثر نمبر 12 از انس رضی اللہ عنہ	29
33	اثر نمبر 13 از معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	30
34	اثر نمبر 14 از عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ	31
34	اثر نمبر 15 از ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ	32
35	اثر نمبر 16 از عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ	33
35	اثر نمبر 17 از علی و جابر رضی اللہ عنہما	34
37	اثر نمبر 1 از سعید بن جبیر رحمہ اللہ	35
38	اثر نمبر 2 از کھول رحمہ اللہ	36
38	اثر نمبر 3 از عروہ بن زبیر رحمہ اللہ	37
39	اثر نمبر 4 از ابو سلمہ رحمہ اللہ	38
39	اثر نمبر 5 از حسن بصری رحمہ اللہ	39
40	اثر نمبر 6 از عطاء رحمہ اللہ	40
40	اثر نمبر 7 از مجاہد رحمہ اللہ	41
41	اثر نمبر 8 از عامر شرجیل رحمہ اللہ	42
43	حجائین کے دلائل اور ان کی حقیقت	43
46	محقق علمائے حنفیہ کی رائے	44
	دواہم فتوے	
51	امام کے سکات میں مقتدیوں کا سورہ فاتحہ پڑھنا	45
59	آمین کہنے کا وقت	46

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَقَدِمَةٌ

الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات و بحمده وثنائه تصح و تقبل الصلوات و افضل و ازكى التسليمات على افضل الرسل و امام الحامدين له فى الخلوات و الجلوات ، و امته الحامدين زينوا بحمد ربهم العبادات و شرفهم بسورة عظيمة على تيسيرها سبع آيات و اقبل على قارئها بالاجابة و عدھم بالحواز و الصلوات۔

اما بعد:

سورہ فاتحہ میں اللہ رب العالمین کی بڑی شان ہے اور اس کے ہم مثل دوسری کوئی سورت نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے نماز کی ہر رکعت میں اس کے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے کہ نماز سے زیادہ اللہ کی تعریف کے لئے کوئی دوسرا بہترین اور مناسب موقعہ ہے ہی نہیں۔ اور قدرتی طور پر یہ سورت دوسری تمام سورتوں سے زیادہ آسان بھی ہے۔ اور مشاہدے سے یہ بات ثابت ہے کہ ایسے بہت سے آدمی ملیں گے جن کو قرآن کی کوئی دوسری سورت یاد نہیں ہوگی البتہ سورت فاتحہ ضرور یاد ہوگی۔ اور ایسا کوئی آدمی نہیں ملے گا جس کو سورہ فاتحہ یاد نہ ہو اور دوسری کوئی سورت یاد ہو۔ اسی لئے آیت ﴿فأقراء وا ما تيسر من القرآن﴾ (المزمل) یعنی ”قرآن میں سے جو آسان ہو وہ (نماز میں) پڑھا کرو“۔

اس سے علماء کرام سورہ فاتحہ مراد لیتے ہیں کیونکہ یہ باقی سورتوں کے مقابلے میں

زیادہ آسان ہے۔ جیسا کہ امام ابو العباس احمد ابن ابی الخضر یعنی مفسر قرطبی کے استاد نے اپنی کتاب ”المفہم شرح الاختصار لمسلم صفحہ نمبر ۲۵۰ جلد ۱ (المصور) میں فرمایا ہے۔

نیز مضامین کے اعتبار سے بھی یہ سورت پورے قرآن مجید کا خلاصہ ہے۔ اسی وجہ سے اس سورۃ کو ”القرآن العظیم“ بھی کہا گیا ہے (المجرع ۶ پ ۱۳ مع صحیح البخاری ص ۶۸۳ ج ۲) مزید اس کی تفصیل ہماری تفسیر سورت فاتحہ میں بیان کی گئی ہے اور اس میں اس سورت کی فضیلت کے بارے میں بہت ساری احادیث بھی مذکور ہیں۔

سورہ فاتحہ نماز کے ارکان میں سے ہے اس کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوگی فرضی ہو یا نفلی یا جنازہ، جہری نماز ہو یا سری، نمازی اکیلا ہو یا امام یا مقتدی، ہر حالت میں نماز میں سورت فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ اس مختصر رسالہ میں چند احادیث مبارکہ ذکر کی جاتی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سب مسلمانوں کو تعصب سے بچائے اور احادیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وکتبہ

(ابو محمد بدیع الدین) ماہ (الرصدی)

احادیثِ نبوی ﷺ

حدیث نمبر 1

بروایت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال لا

صلاة لمن لم یقرأ بفاتحة الكتاب (صحیح البخاری ص ۱۹۴ ج ۱)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی۔

یہ حدیث بخاری کے علاوہ مسلم مع النووی صفحہ ۱۶۹ جلد ۱، نسائی صفحہ ۹۲ جلد ۱، ابوداؤد صفحہ ۸۲ جلد ۱، ترمذی صفحہ ۳۴ جلد ۱، ابن ماجہ صفحہ ۶۰ جلد ۱، صحیح ابن خزیمہ صفحہ ۲۳۶ جلد ۱، صحیح ابن حبان (ترتیب فارسی) صفحہ ۲۰۴ جلد ۳، المنتقی لابن الجارود صفحہ ۷۲، صحیح ابی عوانہ صفحہ ۱۲۴ جلد ۲، مسند احمد صفحہ ۳۱۴ جلد ۵، مسند الحمیدی صفحہ ۱۹۱ جلد ۱، مصنف عبد الرزاق صفحہ ۹۳ جلد ۲، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۶۰ جلد ۱، مسند شافعی صفحہ ۱۲، سنن دارمی صفحہ ۲۲۸ جلد ۱، الدارقطنی صفحہ ۳۳۱ جلد ۱، البیہقی صفحہ ۳۸ جلد ۲، جزء القراءة للبخاری صفحہ ۲، جزء القراءة للبیہقی صفحہ ۱۱، المعجم الطبرانی الصغیر صفحہ ۷۸ جلد ۱، شرح السنة للبخاری صفحہ ۵۳ جلد ۳ وغیرہ اور دوسری کتابوں میں مروی ہے۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے جزء رفع الیدین صفحہ ۷ میں اس حدیث کو متواتر کہا ہے۔ یہ حدیث اپنے مطلب میں واضح ہے کہ کوئی بھی نماز سورہ فاتحہ کے بغیر درست

نہ ہوگی۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس حدیث پر اس طرح باب قائم کیا ہے ”باب وجوب القراءة للامام و الماموم فی الصلوات کلھا فی الحضرة و السفر یحجر فیھا و یخافت“ یعنی یہ باب ہے اس بیان میں کہ قراءت یعنی سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ہر نمازی کے لئے فرض ہے امام ہو یا مقتدی، سفر میں ہو یا حضر میں، نماز میں قراءت جہری ہو یا سری۔

امام ابن عبد البر ”التمہید“ صفحہ ۴۳ جلد ۱۱ میں فرماتے ہیں۔ ”لم یخص اماما من ماموم و لا منفرد“ یعنی یہ حدیث عام ہے اس میں امام یا مقتدی یا اکیلے نمازی کیلئے تخصیص نہیں ہے بلکہ سب کے لئے حکم ہے۔
الکرمانی شرح البخاری صفحہ ۱۲۴ جلد ۵ میں ہے کہ

”و فیہ دلیل علی ان قراءة الفاتحة واجبة علی الامام و الماموم و المنفرد فی الصلوات کلھا“۔

یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ تمام نمازوں میں خواہ امام ہو یا مقتدی ہو یا اکیلے سب پر سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔
اسی طرح قسطلانی شرح البخاری میں بھی ہے۔

حدیث نمبر 2

بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال من صلی صلاة لم یقرأ فیھا بام القرآن فہی خداج ثلاثا غیر تمام۔ فقیل لابی ہریرۃ انا نکون وراء الامام فقال اقرأ بها فی نفسك فانی سمعت رسول

اللَّهُ ﷺ يقول قال الله تعالى ' قسمت الصلاة بيني و بين عبدى نصفين و لعبدى ما سأل' فاذا قال العبد ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ قال الله تعالى ' حمدنى عبدى و اذا قال ﴿الرحمن الرحيم﴾ قال الله اثنى على عبدى ' فاذا قال ﴿مالك يوم الدين﴾ قال مجدنى عبدى و قال مرة فوض الى عبدى فاذا قال ﴿اياك نعبد و اياك نستعين﴾ قال هذا بينى و بين عبدى و لعبدى ما سأل ' فاذا قال ﴿اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم و لا الضالين﴾ قال هذا لعبدى و لعبدى ما

سأل- (صحيح مسلم صفحه ۱۷۰ جلد ۱ مع النووى)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شخص نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو وہ نماز خداج (ادھوری) ہے تین بار فرمایا کہ نامکمل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے پوچھا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں (تو پھر کیا کریں) انہوں نے فرمایا پھر آہستہ آہستہ اپنے دل میں پڑھا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کیا ہے اور میرے بندے کے لئے وہ کچھ ہے جو اس نے مانگا۔ بندہ جب "الحمد لله رب العالمين" (سب تعريفات اللہ کے لئے جو تمام جانوں کا پالنے والا ہے) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی ہے اور جب بندہ "الرحمن الرحيم" (مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناء کی اور جب بندہ "مالك يوم الدين" (جزاء کے دن کا مالک

ہے) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بڑائی اور بزرگی بیان کی اور اپنے کام میرے سپرد کئے ہیں، اور جب بندہ ”ایاک نعبد و ایاک نستعین“ (خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لئے ہے جو اس نے مانگا (یعنی بندہ میری عبادت کرے اور میں اس کی مدد کروں اور اس کا سوال پورا کروں) اور جب بندہ ”اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم و لا الضالین“ (ہمیں سیدھے راستے پر چلا جس پر تیرے انعام یافتہ بندے چلے اور نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب ہو یا جو گمراہ ہوئے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ حصہ میرے بندے کیلئے ہے اور بندے کیلئے (اس سے بھی زیادہ میرے پاس ہے) جو اس نے مانگا۔

نیز یہ حدیث مؤطا امام مالک صفحہ ۲۸-۲۹، نسائی صفحہ ۹۲ جلد ۱، ابوداؤد صفحہ ۸۲ جلد ۱، ترمذی صفحہ ۱۱۹ جلد ۱، جزء القراءة للبیہقی صفحہ ۱۶، الدرر القطنی صفحہ ۳۱۲ جلد ۱ وغیرہ کتابوں میں مروی ہے۔

اس سے مسئلہ ٹھوس واضح ہو گیا اور چند مقامات قابل غور ہیں۔

(۱) سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نا مکمل ہے، اور ہمیں نماز مکمل پڑھنے کا حکم ہے، پھر نا مکمل نماز کیسے قبول ہوگی؟ اس لئے سورہ ہر رکعت میں پڑھنا فرض ہے۔

(۲) جس نماز میں سورہ فاتحہ نہیں ہے اس نماز کو خداج کہا گیا ہے اور خداج اس کچے حمل کو کہتے ہیں جسے اونٹنی وقت سے پہلے گرا دے۔ جیسا کہ لغت کی عام کتابوں میں ہے۔ مثلاً لسان العرب، القاموس، تاج العروس، المصباح، المنیر، اقرب

الموارد، اساس البلاغۃ للزمخشری، وغیرہا من کتب اللغۃ۔

پس سورہ فاتحہ سے خالی نماز کو اتنی بے کار چیز سے تشبیہ دی گئی اور اس کا نام خداج رکھا گیا تو وہ نماز درست کیسے کہلائے گی؟

حافظ ابن عبد البر ”الاستذکار“ شرح مؤطا صفحہ ۱۶۷-۱۶۸ جلد ۶ میں تحریر کرتے ہیں۔

”و فی حدیث ابی ہریرۃ ہذا من الفقہ ایجاب قراءۃ فاتحۃ الكتاب فی کل صلاۃ و ان الصلاۃ اذا لم یقرأ فیہا فاتحۃ الكتاب فہی خداج وان قرئ فیہا بغيرها من القرآن و الخداج : النقصان و الفساد من قولہم اخدجت الناقۃ و خدجت ، اذا ولدت قبل تمام وقتہا (و قبل تمام الخلق) و ذلك نتاج فاسد و قد زعم من لم یوجب قراءۃ فاتحۃ الكتاب فی الصلاۃ و قال ہی و غیرہا سواء و ان قولہ خداج یدل علی جواز الصلاۃ لانہ نقصان و الصلاۃ الناقصۃ جائزۃ و ہذا تحکم فاسد۔ و النظر یوجب فی النقصان الا تجوز معہ الصلاۃ لانہا صلاۃ لم تتم و من خرج من صلاۃ قبل ان یتمہا فعلیہ اعادتها تامۃ کما امر علی حسب حکمہا و من ادعی انہا تجوز مع اقرارہ بنقصہا فعلیہ الدلیل و لا سبیل الیہ من وجہ یلزم و اللہ اعلم۔“

یعنی ابو ہریرہ سے مروی اس حدیث سے فقہی مسئلہ نکلتا ہے کہ ہر نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور جس نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی وہ ناقص اور فاسد ہے۔ اگرچہ سورہ فاتحہ کے علاوہ کتنا ہی قرآن کیوں نہ پڑھا گیا ہو۔ اور یہی مطلب خداج کا ہے جیسے کہتے ہیں ”اخذجت الناقۃ“ یعنی اونٹنی نے وقت پورا ہونے سے پہلے کچا حمل گرا محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دیا۔ اور ان لوگوں کا یہ خیال غلط ہے جو کہتے ہیں کہ نامکمل نماز ادھوری ہونے کے باوجود ہو جائے گی۔ یہ غلط اور فاسد فیصلہ ہے کیونکہ تحقیق کے مطابق کمی والی صورت میں نماز مکمل نہ ہوگی اور جو نماز مکمل نہیں وہ جائز کیسے ٹھہری؟ اور جو آدمی نماز کے مکمل کرنے سے پہلے اس سے نکل جائے تو اس پر حق ہے کہ دوبارہ مکمل نماز پڑھے جیسے اس کو حکم دیا گیا ہے جو شخص اقرار کرتا ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص ہے پھر بھی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نماز جائز ہے تو اس پر اس کو دلیل دینی چاہئے جس کے بغیر دوسرا کوئی راستہ نہیں۔ (ج) اس حدیث میں الفاظ ہیں کہ ”من صلی صلاة..... الخ یعنی جس نے بھی نماز پڑھی اور وہ کوئی سی بھی نماز ہو اور دوسری حدیث میں ہے کہ ”کل صلاة لا یقرأ فیہا بام الكتاب فہی خداج“ (جزء القراءة للبیہقی صفحہ ۲۱) یعنی ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی وہ ناقص اور ادھوری ہے۔ اور ہر نمازی کیلئے یہی عام حکم ہے۔ امام، مقتدی یا اکیلا ہو، کوئی بھی نماز ہو جہری ہو یا سری ہو، کوئی بھی نماز سورہ فاتحہ کے بغیر مکمل نہیں ہوگی بلکہ ادھوری رہے گی حالانکہ ہمیں مکمل نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

(۵) حدیث کے راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی مفہوم سمجھا ہے جب ان سے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواباً کہا کہ سورہ فاتحہ آہستہ پڑھا کر جس سے ثابت ہوا کہ اس حدیث میں سب کو سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے کیونکہ ”الراوی ادری بمرویتہ“ یعنی راوی اپنی روایت کے مطلب کو زیادہ بہتر جانتا ہے۔

(۶) بلکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی کے متعلق دوسری حدیث بطور دلیل کے پیش کی ہے جس میں سورہ فاتحہ کو ہی نماز کہا گیا ہے۔ اس حدیث میں نماز کی تقسیم اور سورہ فاتحہ کی تقسیم کا ذکر ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ سورہ فاتحہ خود بھی نماز ہے،

اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔

(۲) نیز جو لوگ مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے سے روکتے ہیں وہ غور کریں کہ اس کے پاس کیا باقی رہا جو اس کے اور اس کے رب کے درمیان تقسیم کیا جائے؟ بلکہ اپنے رب سے ایسی مناجات، دعا اور جواب سے محروم رہے گا اس لئے سورہ فاتحہ ہر نمازی کے لئے ضروری ہے۔

حدیث نمبر 3

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت

عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال کنا خلف النبی ﷺ

فی صلاة الفجر فتقلت علیہ القراءة فلما فرغ قال لعلکم تقرأون
خلف امامکم؟ قلنا نعم یا رسول اللہ! قال: لا تفعلوا الا بفاتحة
الکتاب فانه لا صلاة لمن لم یقرأ بها۔ رواه ابو داؤد و الترمذی و
النسائی معناه و فی روایة لابی داؤد قال و انا اقول مالی ینزع
القرآن فلا تقرأوا بشیء من القرآن اذا جهرت الا بام
القرآن۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۸۱)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی اقتداء
میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے پھر آپ ﷺ نے قراءت کی اور آپ ﷺ پر قراءت
بھاری اور مشکل ہو گئی پھر جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تب فرمایا کہ شاید تم
اپنے امام کے پیچھے قرآن پڑھتے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ! آپ نے
فرمایا: ایسے نہ کیا کرو سوائے سورہ فاتحہ کے (یعنی صرف سورہ فاتحہ پڑھا کرو) کیونکہ

جس شخص نے بھی سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوگی۔ اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی کہہ رہا تھا کیا ہو گیا ہے قرآن مجھ سے جھگڑا کر رہا ہے۔ پس جب میں جہر سے نماز پڑھاؤں تو سورہ فاتحہ کے سوا کچھ بھی نہ پڑھو۔

صحیح حدیث :

امام ترمذی نے ترمذی صفحہ ۴۱ جلد ۱ میں اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

امام خطابی معالم السنن شرح ابی داؤد صفحہ ۲۰۵ جلد ۱ میں فرماتے ہیں کہ :

”هذا الحديث نص بان قراءة فاتحة الكتاب على من صلى خلف الامام سواء جهر الامام بالقراءة او خافت بها - و اسناده جيد لا طعن فيه“۔

یعنی یہ حدیث صاف اور واضح ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے خواہ وہ نماز جہری ہو یا سری۔ اور اس حدیث کی سند بالکل عمدہ ہے اس پر کوئی جرح نہیں ہے۔ اور حافظ ابن حجر الدراریۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ صفحہ ۱۶۴ میں فرماتے ہیں ”و اخرجه ابو داؤد باسناد رجاله ثقات“ یعنی حدیث ابو داؤد میں ہے اس کے راوی ثقہ ہیں۔

نیز التلخیص جلد ۱ صفحہ ۲۳۱ میں فرماتے ہیں ابو داؤد ترمذی دار قطنی ابن حبان حاکم اور بیہقی ان سب نے صحیح کہا ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی السعایۃ شرح شرح الوقایۃ صفحہ ۳۰۳ جلد ۲ میں لکھتے ہیں کہ :

”و قد ثبت بحديث عبادة و هو حديث صحيح قوى السند امره

ﷺ بقراءة الفاتحة للمقتدى“۔

یعنی عباده بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت اور صحیح ہے اور اس کی سند قوی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے مقتدی اور امام کو سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

اعتراض :-

اس حدیث پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس حدیث کی سند میں محمد بن اسحاق راوی ہے جس پر جرح کی گئی ہے۔ مگر یہ اعتراض غلط ہے۔ کیونکہ امام محمد بن اسحاق مشہور ثقہ راوی ہے۔ خود علماء حنفیہ اس کو ثقہ مانتے ہیں۔

حنفی مذہب کے مشہور امام ابن الہمام فتح القدر شرح الہدایۃ صفحہ ۳۰۱ جلد ۱ میں لکھتے ہیں کہ ”

امام ابن اسحاق فثقة ثقة لا شبهة عندنا في ذلك و لا عند محققى

المحدثين“

یعنی امام ابن اسحاق ثقہ ہے اس کے بارے میں ہمیں اور محقق محدثین کو کوئی شبہ نہیں۔

شرح منیۃ المصلیٰ میں ہے کہ ”و الحق فی ابن اسحاق التوثیق“ یعنی ابن اسحاق کا ثقہ ہونا حق ہے۔

اور علامہ لکھنوی السعیۃ صفحہ ۳۷۲ جلد ۱ میں فرماتے ہیں کہ ”ان المرجح

فی ابن اسحاق التوثیق“ یعنی راجح قول کے مطابق ابن اسحاق ثقہ ہے۔ اور علامہ

سلام اللہ حنفی مؤطا کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حق بات یہ ہے کہ ابن اسحاق ثقہ ہے اس

لئے اس کی حدیث کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ نیز ابن اسحاق اکیلا نہیں

ہے بلکہ اس کے ساتھ زید بن واقد بھی اس حدیث کا راوی ہے جس کی حدیث دار قطنی

صفحہ ۳۱۹ جلد ۱ جزء القراءة للبخاری صفحہ ۷ اور جزء القراءة للبيهقي ۳۲ وغیرہ میں مروی ہے۔

الغرض یہ حدیث صحیح اور اپنے مطلب میں واضح ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے ضرور سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر مقتدی کو فرمایا کہ جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوگی اور نماز بھی فجر کی تھی جس میں جہری قراءت ہوتی ہے۔ نیز آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ جب میں جہر پڑھوں تو میرے پیچھے سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا کرو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہری نماز میں سورہ فاتحہ کے علاوہ قرآن کی کوئی اور سورت پڑھنا منع ہے نہ کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا منع ہے بلکہ اس کے پڑھنے کا حکم ہے۔ اس حدیث کے سننے کے بعد کوئی بھی مسلمان امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے میں سستی نہیں کرے گا۔

حدیث نمبر 4

بروایت محمد بن ابی عائشہ

عن محمد بن ابی عائشہ عن رجل من اصحاب النبی ﷺ قال قال النبی ﷺ لعلکم تقرءون و الامام یقرأ مرتین او ثلاثا - قالوا یارسول اللہ! انا لنفعل - قال: فلا تفعلوا الا ان یقرأ احدکم بفاتحة

الکتاب۔ (مسند احمد صفحہ ۲۳۶ جلد ۴)

محمد بن ابی عائشہ ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شاید تم امام کے پیچھے پڑھتے ہو جب امام پڑھتا ہے؟ (یہ بات) آپ ﷺ نے دو یا تین بار فرمائی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح نہ کیا

کر وبلکہ تم میں سے ہر ایک صرف سورہ فاتحہ پڑھے۔

نیز یہ حدیث جزء القراءة للبخاری ص ۸ اور جزء القراءة للبيهقي صفحه ۱۵ میں بھی مروی ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ

”هذا حديث صحيح احتج به محمد بن اسحاق بن خزيمة رحمه

الله في جملة ما احتج في الباب“۔

یعنی یہ حدیث صحیح ہے اور امام ابن خزیمہ نے اس سے دلیل لی ہے کہ اس حدیث میں بھی مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے۔

حدیث نمبر 5

بروایت انس رضی اللہ عنہ

عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ صلی باصحابہ فلما قضی صلاتہ اقبل علیہم بوجہہ فقال اتقروا و فی صلاتکم و الامام یقرأ ؟ فسکتوا فقال ثلاث مرات ۔ فقال قائل او قائلون انا لنفعل قال لا تفعلوا و لیقرأ احدکم بفاتحة الكتاب فی نفسه۔

(جزء القراءة للبخاری صفحه ۵۹)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو نماز پڑھائی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو ان کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ کیا تم امام کے پیچھے پڑھتے ہو جب امام پڑھ رہا ہوتا ہے؟ وہ سب خاموش رہے۔ آپ نے یہ تین بار فرمایا۔ پس انہوں نے عرض کیا ہم اس طرح کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح نہ کیا کرو بلکہ تم میں سے ہر ایک صرف سورہ فاتحہ اپنے دل میں پڑھ لیا کرے۔

یہ حدیث صحیح ابن حبان (ترتیب فارسی) صفحہ ۷۳۳ جلد ۳ میں بھی ہے۔ اور ابن حبان نے اس حدیث کو محفوظ کہا ہے۔ اور علامہ نور الدین بیہقی مجمع الزوائد صفحہ ۱۱۰ پر یہ حدیث لا کر فرماتے ہیں کہ: ”رواہ ابو یعلیٰ موصلی و الطبرانی فی الاوسط و رجالہ ثقات“ یعنی یہ حدیث مسند ابو یعلیٰ موصلی اور معجم الطبرانی اوسط میں بھی مروی ہے اور اس کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں۔ اس حدیث میں بھی مقتدیوں کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے۔

حدیث نمبر 6

بروایت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال قال رسول الله ﷺ اتقروا
ون خلفي؟ قالوا نعم! لنهذ هذا۔ قال لا تفعلوا الا بام القرآن۔

(جزء القراءة صفحہ ۱۷)

عمرو بن شعيب اپنے والد وہ اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میرے پیچھے (نماز میں) قراءت کرتے ہو؟ ہم نے عرض کی ہاں جلدی پڑھ لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے نہ کیا کرو سوائے سورہ فاتحہ کے (یعنی صرف سورہ فاتحہ پڑھا کرو بس) یہ حدیث جزء القراءة للبيهقي صفحہ نمبر ۵۳ میں بھی ہے۔ اس حدیث سے بھی واضح ہے کہ مقتدی کو بھی سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے اور منح صرف قرآن کی کسی دوسری سورت (فاتحہ کے علاوہ) کے متعلق ہے۔

حدیث نمبر 7

بروایت اہل بادیہ

عن رجل من اهل البادية عن ابيه و كان ابوه اسيرا عند رسول الله ﷺ وقال لاصحابه تقرأون خلفي القرآن؟ فقالوا يا رسول الله! نهذه هذا قال لا تقرأوا والا بفاتحة الكتاب۔

(جزء القراءة للبيهقي صفحہ ۵۳)

ایک اعرابی اپنے والد سے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدی بنا کر لایا گیا تھا (اور بعد میں مسلمان ہو گیا تھا) سے روایت کرتا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ صحابہ کو فرما رہے تھے کیا تم میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم جلدی جلدی پڑھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھا کرو۔

حدیث نمبر 8

عبادہ بن صامت کی ایک اور روایت

عن عبادة بن الصامت رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ قال من صلى خلف الامام فليقرأ بفاتحة الكتاب (مسند الشاميين للطبراني صفحہ ۴۵۴-۴۴۱ قلمی)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے وہ سورہ فاتحہ ضرور پڑھے۔

صحت حدیث :-

اس حدیث کو امام سیوطی نے الجامع الصغیر صفحہ ۷۳ جلد ۱ میں حسن کہا ہے اور علامہ بیہقی مجمع الزوائد صفحہ ۱۱۱ جلد ۲ میں فرماتے ہیں ”رجالہ موثوقون“ یعنی اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ اور علامہ علقمی نے شرح الجامع الصغیر میں اس حدیث کو حسن مانا ہے۔ اس حدیث میں بالکل وضاحت سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے۔

حدیث نمبر 9

بروایت مہران رضی اللہ عنہ

عن عبد الرحمن بن سوار قال كنت عند عمرو بن ميمون بن مهران فقال له رجل من اهل الكوفة يا ابا عبد الله بلغني انك تقول من لم يقرأ خلف الامام بام القرآن فصلاته خداج - قال عمرو صدق حدثني ابي ميمون بن مهران عن ابيه مهران عن النبي ﷺ انه قال من لم يقرأ بام الكتاب خلف الامام فصلاته خداج -

(جزء القراءة للبيهقي صفحه ۵۲)

عبد الرحمن بن سوار سے روایت ہے کہ میں عمرو بن ميمون بن مهران کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کوفی کے ایک شخص نے کہا کہ اے ابو عبد اللہ (یہ عمرو بن ميمون کی کنیت ہے) مجھے خبر ملی ہے کہ تو کہتا ہے جو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز خداج (ادھوری) ہے۔ عمرو بن ميمون نے کہا کہ یہ بات سچی ہے۔ حدیث بیان کی مجھے میرے والد ميمون نے وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد مہران رضی اللہ عنہ سے وہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ نے فرمایا جو بھی شخص امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز خداج (ادھوری) ہے۔

حدیث نمبر 10

عبادہ بن صامت کی ایک اور روایت

عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا صلاة لمن لم یقرأ بفاتحة الكتاب خلف الامام قال ابو الطیب قلت لمحمد بن سلیمان خلف الامام؟ قال : خلف الامام۔ و هذا اسناد صحیح و الزیادة التي فيه كالزیادة التي فی حدیث مکحول و غیره فهی عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ صحیحة مشهورة من اوجه كثيرة و عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ من اکابر اصحاب رسول اللہ ﷺ و فقہائهم۔ (جزء القراءة للبيهقي صفحه ٤٧)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے بھی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہے۔ راوی ابو طیب کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد محمد بن سلیمان سے پوچھا کہ امام کے پیچھے؟ (یعنی یہ الفاظ حدیث میں ہیں؟) تو انہوں نے کہا ہاں۔ امام یہی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور یہ زیادتی (امام کے پیچھے) صحیح ہے۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بڑے اکابر فقہاء صحابہ میں سے ہیں ان سے بیشتر سندوں سے احادیث مروی ہیں جو اسی مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ یعنی کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی۔

حدیث نمبر 11

بروایت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن عبد الله بن عمرو ان رسول الله ﷺ خطب الناس فقال من صلى صلاة مكتوبة او سبحة فليقرأ فيها بام القرآن و قرآن معها فان انتهى الى ام القرآن اجزأت عنه و من كان مع الامام فليقرأ بام القرآن قبله اذا سكت و من صلى صلاة لم يقرأ فيها بام القرآن فهي خداج فهي خداج -

(جزء القراءة للبيهقي صفحه ٥٤)

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا جو شخص فرضی نماز یا نفل نماز پڑھے تو وہ ضرور سورہ فاتحہ پڑھے اور اس کیساتھ ساتھ مزید قرآن بھی پڑھے اگر سورہ فاتحہ پر اکتفا کرتا ہے پھر بھی کافی ہے۔ جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے وہ بھی ضرور سورہ فاتحہ پڑھے اور امام کے قراءت شروع کرنے سے پہلے پہلے پڑھ لے جس نے بھی نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی وہ نماز ادھوری ہے اور ادھوری ہے۔

اس روایت کی امام بیہقی نے متعدد اسناد نقل کی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا خطبہ میں سورہ فاتحہ کے پڑھنے کا حکم دینا اس مسئلے کا اہم ترین ہونا ظاہر کر رہا ہے۔

حدیث نمبر 12

بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

عن ابي هريره رضي الله عنه قال امرني رسول الله ﷺ ان انادي لا محكم دلائل و برايين سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صلاة الا بقراءة فاتحة الكتاب فمما زاد۔ (جزء القراءة للبخارى صفحه ۲۵)
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں مدینے
 میں منادی کروں کہ سورہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی پھر اس سے زیادہ قراءت
 (بھی کر سکتا ہے)۔

جزء القراءة للبيهقي صفحه ۱۴ میں یہ روایت ان الفاظ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
 ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ

”اخرج فناد في الناس ان لا صلاة الا بقراءة فاتحة الكتاب
 فمما زاد“۔

یعنی باہر نکل کر لوگوں میں منادی کر کہ سورہ فاتحہ کے بغیر کوئی بھی نماز نہیں ہوتی پھر
 اس سے زیادہ کچھ (قراءت بھی کر سکتا ہے) اور یہ الفاظ بھی ہیں کہ

قال امرني رسول الله ﷺ ان انادي في المدينة انه لا صلاة الا
 بقراءة ولو بفاتحة الكتاب۔

یعنی مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں مدینہ میں منادی کروں کہ کوئی بھی نماز
 قراءت کے بغیر نہیں ہوتی اگرچہ صرف سورہ فاتحہ ہی ہے۔

ثابت ہوا کہ سورہ فاتحہ فرض اور ضروری ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اس
 حدیث سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے کیونکہ عام
 منادی کرانے سے یہی ظاہر ہوتا ہے اور وہ سب لوگ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں
 نماز ادا کرنے والے تھے جب مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنا منع تھا تو منادی میں اس بات کی
 وضاحت کر دی جاتی مگر مطلق حکم دیا گیا کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوگی اس لئے
 ہر نماز کیلئے سورہ فاتحہ ضروری ہے۔

حدیث نمبر 13

حدیث عمرو بن شعیب عن ابيه عن جدہ

عن عمرو بن شعیب عن ابيه عن جدہ انہم كانوا یقرءون خلف رسول اللہ ﷺ اذا انصت فاذا قرأ لم یقرءوا واذا انصت قرءوا وكان رسول اللہ ﷺ یقول كل صلاة لا یقرأ فیها بام القرآن فہی حلاج۔ (جزء القراءة للبيهقي صفحه ۶۹)

عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ اپنے دادا یعنی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے قراءت کرتے تھے جس وقت آپ ﷺ خاموش ہوتے اور جب آپ ﷺ قراءت کرتے تو مقتدی خاموش رہتے اور پھر رسول اللہ ﷺ خاموش ہوتے تو مقتدی قراءت کرتے اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے جس نماز میں سورہ فاتحہ نہیں وہ نماز خدانج (ادھوری) ہے۔

حدیث نمبر 14

بروایت جابر رضی اللہ عنہ

عن جابر ذکر قصة معاذ قال قال يعنى النبى ﷺ للفتى كيف تصنع يا ابن اخی اذا صليت؟ قال اقرأ بفاتحة الكتاب و اسأل الله الجنة و اعوذ به من النار و انى لا ادرى ما دندنتك و لا دندنة معاذ فقال النبى ﷺ انى و معاذ حول هاتين اونحو هذا۔ (ابو داؤد صفحه ۱۱۶)

معاذ رضی اللہ عنہ کے واقعے سے متعلق جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے اس نوجوان سے پوچھا تو نماز میں کس طرح کرتا ہے؟ اس نے کہا میں سورہ فاتحہ پڑھتا ہوں اور اللہ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم سے پناہ طلب کرتا ہوں، مجھے آپ کے اور معاذ کے طریقے کا پتہ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم دونوں کا بھی یہی طریقہ ہے۔

ناظرین!

اس نوجوان کا نام سلیم تھا اور وہ انصاری تھا اور معاذ رضی اللہ عنہ کے چچھے نماز پڑھتا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس معاذ رضی اللہ عنہ کی نماز کی طوالت کی شکایت کرنے آیا تھا۔ ثابت ہوا مقتدی رسول اللہ ﷺ کے دور میں بھی امام کے چچھے سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس نوجوان نے یہ حقیقت بتائی تو آپ ﷺ نے اس کو یہ نہیں کہا کہ امام کے چچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھا کرو تجھے امام کی قراءت ہی کافی ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ تک فرمایا کہ ہم دونوں کا بھی یہی طریقہ ہے۔

حدیث نمبر 15

بروایت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ

عن كثير بن مروة سمع ابا الدرداء سئل النبي ﷺ افي كل صلاة

قراءة؟ قال نعم۔ (جزء القراءة للبخاري صفحة ٦)

کثیر بن مروہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کیا ہر نماز میں قراءت کرنی چاہئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

یہاں قراءت سے مراد سورہ فاتحہ ہے جیسے دوسری احادیث سے واضح ہے اس

حدیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ خاموش ہو کر کھڑے رہنے سے نماز نہیں ہوتی اور ایسی نماز کسی کام کی نہیں ہوتی بلکہ اس میں سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔

حدیث نمبر 16

بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی صلاة مكتوبة مع الامام فليقرأ فاتحة الكتاب في سكتاته و من

انتہی الی ام القرآن فقد اجزأہ۔ (المستدرک للحاکم صفحہ ۲۳۸ جلد ۱)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو اور وہ نماز فرضی ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ امام کے خاموش ہونے کے دوران سورہ فاتحہ پڑھے جس نے صرف سورہ فاتحہ ہی پڑھی (کوئی دوسری سورت نہیں ملانی) تو وہ اس کے لئے کافی ہے۔

فائدہ: امام حاکم نے اس حدیث کی سند کو مستقیم کہا ہے۔

ناظرین :-

یہ سولہ احادیث ذکر کی گئی ہیں جن سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ہر حالت میں پڑھنی چاہئے اگر کوئی شخص امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھے گا تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث ملنے کے بعد کسی بھی مسلمان کو اس مسئلے کے بارے میں کوئی تردد یا شک نہیں کرنا چاہئے، اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار ذکر کئے جاتے ہیں جو کہ جزء القراءة للبخاری، جزء القراءة للبيهقي، الدرر القطني، سنن الکبری للبيهقي سے لئے گئے ہیں۔

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حدیث نمبر 13 میں عام صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں گزرا کہ وہ جب رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے تو سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ اس کے بعد نامہ نام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار ذکر کئے جاتے ہیں۔

اثر نمبر 1

از عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

عن يزيد بن شريك انه سئل عمر عن القراءة خلف الامام فقال اقرأ بفاتحة الكتاب قلت ان كنت انت؟ قال و ان كنت انا۔ قلت و ان جهرت؟ قال و ان جهرت۔ رواه كلهم ثقات۔

(الدارقطني صفحه ۳۱۷ جلد ۱)

يزيد بن شريك سے روایت ہے کہ اس نے عمر رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قراءت کرنے کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ پڑھا کرو۔ میں نے عرض کی اگر آپ نماز پڑھا رہے ہوں؟ انہوں نے جواب دیا اگرچہ میں نماز پڑھا رہا ہوں۔ میں نے عرض کی اگر آپ قراءت بالجہر کر رہے ہوں؟ انہوں نے جواب دیا اگرچہ میں قراءت بالجہر ہی کر رہا ہوں۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ اس اثر کے سب راوی ثقہ ہیں۔

اثر نمبر 2

از علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انه كان يأمر و يحب ان يقرأ محكم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خلف الامام فى الظهر و العصر بفاتحة الكتاب و سورة و فى

الآخرين بفاتحة الكتاب - (جزء القراءة للبخارى صفحه ۱۵)

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حکم دیتے اور پسند کرتے تھے کہ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھی جائے جبکہ آخر دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھی جائے۔

اور جزء القراءة للبيهقي صفحه ۶۲ میں ہے

”ان عليا رضی اللہ عنہ کان يأمر بالقراءة خلف الامام“۔

یعنی علی رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قراءت کرنے کا حکم دیتے تھے۔

اثر نمبر 3

از ابن مسعود رضی اللہ عنہ

عن ابی مریم سمعت ابن مسعود رضی اللہ عنہ یقرأ خلف الامام۔

(جزء القراءة للبخارى صفحه ۱۵-۱۶)

ابو مریم سے روایت ہے کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا وہ امام کے پیچھے قراءت کر رہے تھے۔

اثر نمبر 4

از ابن عباس رضی اللہ عنہ

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال اقرأ خلف الامام جهر او لم

یحجر - (جزء القراءة للبيهقي صفحه ۶۴)

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے پڑھا کرو چاہے امام جہری قراءت کر رہا ہو یا سری۔

دوسری روایت میں ہے کہ

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لا تدع فاتحة الكتاب جهر الامام

او لم يجهر۔

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر حال میں سورہ فاتحہ پڑھا کرو چاہے امام جہری قراءت کر رہا ہو یا سری۔

اثر نمبر 5

از ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

عن عبد اللہ بن ابی الہذیل قال سألت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

اقرأ خلف الامام؟ قال نعم۔ و عن ابی المغيرة عن ابی بن کعب

رضی اللہ عنہ انه كان يقرأ خلف الامام۔

(جزء القراءة للبيهقي صفحة 62)

عبد اللہ بن ابی ہذیل سے روایت ہے کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا

میں امام کے پیچھے قراءت کروں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ ابو مغیرہ سے روایت ہے کہ ابی

بن کعب رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قراءت کرتے تھے۔

اثر نمبر 6

از ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

عن ابی نضرة قال سألت اباسعيد عن القراءة خلف الامام فقال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فاتحة الكتاب - (جزء القراءة للبخارى صفحه 62)

ابونضرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قراءۃ کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ سورہ فاتحہ پڑھنی چاہئے۔

اثر نمبر 7

از عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

عن الحسن حدثني عمران بن حصين قال لا تزكوا صلاة مسلم الا بطهور و ركوع و سجود و فاتحة الكتاب و راء الامام و غير

الامام - (جزء القراءة للبيهقي صفحه 68)

حسن سے روایت ہے کہ مجھے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ مسلمان کی نماز اس وقت تک پاکیزہ نہیں ہو سکتی جب تک اس میں پاکیزگی، رکوع، سجود اور سورہ فاتحہ نہ ہو، خواہ وہ امام کے پیچھے ہو یا امام کے بغیر ہو۔

اثر نمبر 8

از عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ

عن محمود بن الربيع قال صلينا صلاة و الى جنبى عبادة بن الصامت فسمعتة يقرأ بفاتحة الكتاب - فلما فرغنا قلت يا ابا الوليدالم اسمعك قرأت فاتحة القرآن؟ قال : اجل انه لا صلاة الا

بها - (جزء القراءة للبيهقي صفحه 75)

محمود بن ربیع کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھ رہے تھے میرے ساتھ عبادہ بن صامت رضی

اللہ عنہ کھڑے تھے میں نے سنا وہ سورہ فاتحہ پڑھ رہے تھے۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا اے ابو الولید آپ سورہ فاتحہ پڑھ رہے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں اس لئے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

اثر نمبر 9

از عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

عن يحيى ابن البكاء سئل ابن عمر رضی اللہ عنہ عن القراءة خلف الامام فقال ما كانوا يرون بأسا ان يقرأ بفتحة الكتاب في نفسه۔
(جزء القراءة للبخارى صفحه ۱۴-۱۵)

یعنی ابن بکاء کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا انہوں نے کہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ مقتدی دل میں آہستہ سے سورہ فاتحہ پڑھ لے۔
اور دوسری روایت ہے کہ۔

عن ابى العالىة البراء ان عبد الله بن صفوان قال لابن عمر يا ابا عبد الرحمن افى كل صلاة تقرأ؟ قال انى لاستحى من رب هذا البيت ان اركع ركعتين لا اقرأ فيهما بام الكتاب فزائدا او قال فصاعدا۔

(جزء القراءة للبيهقى صفحه ۶۴)

یعنی ابو العالیۃ البراء سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن صفوان نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ ہر نماز میں قراءت کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں اس بیت اللہ کے رب سے شرم محسوس کرتا ہوں کہ کوئی بھی دو رکعتیں نماز پڑھوں اور ان میں سورہ فاتحہ نہ پڑھوں یا اس کے بعد قرآن کی کوئی دوسری سورہ نہ پڑھوں۔

اثر نمبر 10

از ابو ہریرہ وعائشہ رضی اللہ عنہما

عن ابی ہریرۃ و عائشۃ رضی اللہ عنہما کانا یامران بالقراءۃ خلف الامام فی الظہر و العصر فی الركعتین الاولین بفاتحة الكتاب و شیء من القرآن و كانت عائشۃ رضی اللہ عنہ تقول یقرأ فی الاخرین بفاتحة الكتاب۔ (جزء القراءة للبيهقي صفحه ۸۰)

ابو ہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما دونوں امام کے پیچھے ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور کچھ اور قرآن پڑھنے کا حکم دیتے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھی جائے گی۔ نیز حدیث نمبر دو میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول گزرا کہ انہوں نے امام کے پیچھے آہستہ سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔

اثر نمبر 11

از ابو الدرداء رضی اللہ عنہ

عن حسان بن عطیۃ ان ابالدرداء رضی اللہ عنہ قال لا تترك قراءة فاتحة الكتاب خلف الامام جهر او لم يجهر۔

(جزء القراءة للبيهقي صفحه ۶۸)

حسان بن عطیہ سے روایت ہے کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امام جہری قراءت کر رہا ہو یا سری اس کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا ترک نہ کرنا۔

اثر نمبر 12

از انس رضی اللہ عنہ

عن ثابت عن انس قال كان يأمرنا بالقرأة خلف الامام قال و كنت اقوم الى جنب انس فيقرأ بفاتحة الكتاب و سورة من المفصل و يسمعنا قرائته لناخذ عنه - (جزء القراءة للبيهقي صفحه 68)

ثابت تابعی کہتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ نے امام کے پیچھے پڑھنے کا حکم دیا تھا اور میں ان کے ساتھ جماعت میں کھڑا ہوتا تھا وہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھتے اور ہمیں سناتے تاکہ ہم بھی سیکھ لیں۔

اثر نمبر 13

از معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

عن ابی شیبۃ المہری یقول سأل رجل معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ عن القراءة خلف الامام قال اذا قرأ فاقراً بفاتحة الكتاب و قل هو اللہ احد و اذا لم تسمع فاقراً فی نفسك و لا تؤذ من عن یمینک و لا من عن شمالک - (جزء القراءة للبيهقي صفحه 63)

ابو شیبہ مہری کہتے ہیں کہ ایک شخص نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قراءت کرنے کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا جب امام قراءت کر رہا ہو تب تو سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد پڑھ۔ اور جب تو امام کی قراءت نہ سن رہا ہو تو اپنے دل میں آہستہ قراءت کر اور اپنے دائیں طرف والے اور بائیں طرف والے کو ایذا نہ

دے (یعنی جبر سے نہ پڑھ کہ ان کو تشویش ہو)

اثر نمبر 14

از عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

عن حصین قال صلیت الی جنب عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ
فسمعتہ یقرأ خلف الامام فلقیت مجاہدا فذکرت له ذالک - فقال
مجاہد سمعت عبد اللہ بن عمرو بن العاص یقرأ خلف الامام -

(جزء القراءة للبيهقي صفحه ۶۵)

حصین کہتے ہیں کہ میں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کے ساتھ نماز پڑھی میں نے سنا کہ
وہ امام کے پیچھے قراءت کر رہے تھے۔ پھر میں مجاہد تابعی سے ملا اس کو یہ بات بتائی اس
نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بھی امام کے پیچھے
قراءت کر رہے تھے۔

اثر نمبر 15

از ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ

عن حمید بن ہلال ان ہشام بن عامر قرأ فقیل له اتقرأ خلف

الامام؟ قال انا لنفعل - (جزء القراءة للبيهقي صفحه ۶۷)

حمید بن ہلال کہتے ہیں کہ ہشام بن عامر امام کے پیچھے قراءت کر رہے تھے ان کو کہا گیا
آپ امام کے پیچھے قراءت کر رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔
اور مجھ الکبیر طبرانی میں الفاظ اس طرح ہیں کہ۔

جاء ہشام بن عامر الی الصلاة فاسرع المشی فدخل المسجد فی

الصلاة و قد حفزه النفس فجهر بالقراءة خلف الامام فلما قضى
صلاته قيل له اتقرأ خلف الامام؟ قال انا لنفعل۔

یعنی ہشام بن عامر جلدی جلدی جماعت کو پہنچے تو ان کی سانس پھولی ہوئی تھی اس کے
باوجود انہوں نے قراءت کی جو کہ سننے میں آرہی تھی پھر ان سے کہا گیا آپ امام کے
پہچھے بھی قراءت کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔
علامہ بیٹمی مجمع الزوائد صفحہ ۱۱۱ جلد ۲ میں لکھتے ہیں کہ ”رجالہ موثوقون“ یعنی اس
حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔

اثر نمبر 16

از عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ

عن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ انه كان يقرأ في الظهر و العصر
خلف الامام بفاتحة الكتاب و سورة في الاوليين و في الاخرين
بفاتحة الكتاب فقط۔ (جزء القراءة للبخاری صفحہ ۱۶)

عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں امام کے پیچھے سورہ
فاتحہ اور دوسری کوئی سورت اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔

اثر نمبر 17

از علی و جابر رضی اللہ عنہما

عن علی و جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال لا يقرأ الامام و
من خلفه في الاوليين الا بفاتحة الكتاب و سورة و في الاخرين

بفاتحة الكتاب۔ (جزء القراءة للبيهقي صفحه 67)

امیر المؤمنین علی اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما دونوں کہا کرتے تھے کہ امام اور مقتدی پہلی دور کعتوں میں سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت اور آخری دور کعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھا کریں۔

ان آثار اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی یہی عمل تھا یعنی وہ بھی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل اور عامل تھے۔ اس کے بعد کچھ تابعین کے آثار نقل کئے جاتے ہیں۔

آثارِ تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ

اثر نمبر 1

از سعید بن جبیر رحمہ اللہ

عن عبد اللہ بن عثمان بن خثیم قال قلت لسعيد بن جبیر اقرأ خلف الامام؟ قال نعم، وان سمعت قرائته انهم قد احدثوا ما لم يكونوا يمنعونه ان السلف كان اذا ام احدثهم الناس كبر ثم انصت حتى ان يظن من خلفه قد قرأ بفاتحة الكتاب ثم قرأ فانصتوا۔

(جزء القراءة للبخاری صفحہ ۶۲)

عبد اللہ بن عثمان بن خثیم کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر سے کہا کہ میں امام کے پیچھے قراءت کروں؟ انہوں نے کہا ہاں اگرچہ تو امام کی قراءت سن رہا ہو۔ ان لوگوں نے یہ نئی رسم نکالی ہے ورنہ سلف صالحین کا یہ طریقہ تھا کہ اگر ان میں سے کوئی امام بننا تو تکبیر کہہ کر خاموش رہتا یہاں تک کہ جب اس کو یقین ہو جاتا کہ مقتدیوں نے سورہ فاتحہ پڑھ لی ہے تب امام قراءت کرتا اور مقتدی خاموش رہتے۔

اس سے سلف صالحین کا طریقہ معلوم ہوا کہ وہ سب امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور امام بھی کچھ دیر کیلئے خاموش رہتا تھا تاکہ مقتدی سکون سے سورہ فاتحہ پڑھ لیں۔ لیکن اس وقت لوگوں نے نیا طریقہ ایجاد کر لیا ہے کہ بغیر وقفہ کئے قراءت کرتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔

سعید بن جبیر کبار تابعین میں سے ہیں جن کی پیشتر صحابہ اور کبار تابعین سے

ملاقات رہی ہے جیسے علامہ عبدالحی لکھنوی نے امام الکلام میں حافظ ابن حجر کی کتاب نتائج الافکار سے نقل کیا ہے۔

اثر نمبر 2

از مکحول رحمہ اللہ

كان مكحول يقرأ في المغرب و العشاء و الصبح بفاتحة الكتاب في كل ركعة سرا - قال مكحول اقرأ فيما جهر به الامام اذا قرأ بفاتحة الكتاب و سكت سرا فان لم يسكت اقرأ بها قبله او معه او بعده و لا تتركها على حال - (ابو داؤد صفحه ۱۲۷)

شام کے مشہور عالم اور تابعی امام مکحول مغرب، عشاء اور فجر کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ جہری نماز میں ہر حال میں سورہ فاتحہ پڑھا کر یعنی امام وقف کرنے کے دوران اور اگر امام وقف نہ کرے تو اس کی قراءت سے پہلے یا ساتھ ساتھ یا بعد میں ہر حال ہر حال میں سورہ فاتحہ پڑھا کر چھوڑا نہ کرو۔

اثر نمبر 3

از عروہ بن زبیر رحمہ اللہ

عن هشام عن ابيه قال يا بني اقرأ و فيما يسكت الامام و اسكتوا فيما جهر و لا تتم صلاة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب فصاعدا مكتوبة او مسبحة - (جزء القراءة للبخاری صفحه ۶۲-۶۳)

ہشام بن عروہ اپنے والد عروہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا اے بیٹے!

جب امام پڑھے تو خاموش رہا کر اور جب وہ وقف کرے تو پڑھا کر اس لئے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی چاہے فرض ہو یا نفل۔ ہاں سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورہ ملا سکتے ہو۔

اثر نمبر 4

از ابو سلمہ رحمہ اللہ

عن ابی سلمة قال للامام سکتان فاغتموا القراءة فيهما بفاتحة

الكتاب - (جزء القراءة للبخاری صفحہ ۶۲)

ابو سلمہ کہتے ہیں کہ امام کے لئے دو سکتے (وقف) ہوتے ہیں ان دونوں میں سورہ فاتحہ پڑھنے کو غنیمت جانو۔

ناظرین! دو سکتے یہ ہیں :

- (1) سورہ فاتحہ پڑھ لینے کے بعد جیسے اثر نمبر 1 میں سعید بن جبیر کا قول گزرا۔
- (2) مکمل قراءت پڑھ لینے کے بعد رکوع کے لئے تکبیر کہنے سے پہلے کچھ دیر خاموش رہنا جیسے ابو داؤد وغیرہ میں حدیث ہے۔

اثر نمبر 5

از حسن بصری رحمہ اللہ

عن الحسن انه كان يقول اقرأ خلف الامام في كل ركعة بفاتحة

الكتاب في نفسك - (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۷۴ جلد ۱)

حسن بصری سے روایت ہے وہ کہا کرتے تھے امام کے پیچھے ہر رکعت میں اپنے دل میں سورہ فاتحہ پڑھا کرو۔

اور امام ابن عبد البر کی کتاب ”التمہید“ صفحہ ۴۰ جلد ۱۱ میں امام حسن بصری سے روایت ہے کہ

”يقول اقرأ بام القرآن جهر الامام او لم يجهر فاذا جهر ففرغ من ام القرآن فاقرا بها انت“ -

یعنی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھا کرو امام جہری قراءت کر رہا ہو یا سری اور جہری قراءت میں جو امام سورہ فاتحہ پڑھنے سے فارغ ہو جائے تب پڑھا کر۔

اثر نمبر 6

از عطاء رحمہ اللہ

عن عطاء قال اذا كان الامام يجهر فليبادر بام القرآن اوليقرأ بعد مايسكت فاذا قرأ فليصنوا كما قال الله عز و جل۔

(مصنف عبد الرزاق صفحہ ۱۳۳ جلد ۲)

عطاء بن اہل رباح کہتے ہیں کہ جب امام جہری قراءت کر رہا ہو تو اس کی قراءت سے پہلے پہلے مقتدی سورہ فاتحہ پڑھ لے یا اس کے خاموش ہونے کے بعد پڑھے۔ اور جب امام پڑھنا شروع کرے تو مقتدی خاموش رہے جیسے کہ اللہ نے حکم دیا ہے۔ یہ روایت جزء القراءة للبخاری صفحہ ۶۳۱ میں بھی ہے۔

اثر نمبر 7

از مجاہد رحمہ اللہ

قال مجاهد اذا لم يقرأ خلف الامام اعاد الصلاة۔

(جزء القراءة للبخاری صفحہ ۱۰)

امام مجاہد کہتے ہیں کہ جس شخص نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کو چاہئے کہ نماز دہرائے۔

اثر نمبر 8

از عامر شر حبل رحمہ اللہ

امام عامر شر حبل شعبی فرماتے ہیں کہ

”القراءة خلف الامام في الظهر والعصر نور الصلاة“۔

(النقات لابن حبان صفحہ ۳۹ جلد ۶)

یعنی ظہر اور عصر میں امام کے پیچھے قراءت کرنا نور ہے۔

اور جزء القراءة للبخاری صفحہ ۱۰ میں امام بخاری فرماتے ہیں:

قال الحسن وسعيد بن جبیر و میمون بن مهران و مالا احصى من

التابعين و اهل العلم انه يقرأ خلف الامام و ان جهر و كانت عائشة

رضی اللہ عنہا تأمر بالقراءة خلف الامام۔

یعنی حسن بصری ط سعید بن جبیر، میمون بن مهران اور دوسرے بے شمار تابعین اور اہل

علم کہتے ہیں کہ مقتدی امام کے پیچھے قراءت کرے اگرچہ امام جہر سے قراءت کر رہا ہو

اور عائشہ رضی اللہ عنہا بھی قراءت خلف الامام کا حکم دیتی تھیں۔

اور صفحہ نمبر ۱۴ طبع دہلی صفحہ نمبر 7 میں فرماتے ہیں۔

و كان سعيد بن المسيب و عروة و الشعبي و عبيد الله بن عبد الله

و نافع بن جبیر و ابو المليح و القاسم بن محمد و ابو مجلز و

مكحول و ملك بن عون و سعيد بن ابی عروبة يرون القراءة۔

فاتحہ خلف الامام

یعنی یہ سب تابعین امام کے پیچھے قراءت کے قائل تھے۔

ناظرین!

اتنی احادیث اور سلف صالحین کا عمل دیکھنے کے بعد کسی مسلمان کو اس مسئلے کے بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں رہنا چاہئے مگر اس کے باوجود بعض دوست اپنے خیالات کے مطابق کچھ دلیلیں پیش کر کے لوگوں کو دوغلاتے ہیں۔ یہاں ان دلائل کا ذکر کر کے ان کی کچھ حقیقت ظاہر کی جاتی ہے۔



مخالفین کے دلائل اور ان کی حقیقت

سب سے پہلے ان کی مشہور دلیل سورہ اعراف کی مندرجہ ذیل آیت ہے۔

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ مگر اس آیت کا اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا اور آپ ﷺ ہی اس کو ان سب سے زیادہ جانتے تھے، اپنی زندگی میں اپنے قول و فعل سے اس کی تفسیر کرتے رہے اور آپ ﷺ ہی نے یہ حکم دیا ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھی جائے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ اگر قرآن کریم میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے سے روکا گیا ہو تا تو آپ ﷺ کبھی بھی اس کے پڑھنے کا حکم نہ دیتے کیونکہ آپ ﷺ نے کبھی قرآن کے خلاف کوئی حکم نہیں دیا اور آپ ﷺ نے ہی قرآن پر صحیح عمل کرنے کا طریقہ سکھایا ہے اور یہ مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے اس لئے اس طرح آیت اور صحیح احادیث کا آپس میں ٹکرانا عقیدے کی کمزوری کا نتیجہ ہے بلکہ مسلمانوں کو تمام مسائل قرآن اور احادیث کی روشنی میں سمجھنے چاہئیں۔ اسی وجہ سے امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کچھ لوگ تمہیں قرآن سے دلیل پیش کر کے شبہات پیدا کر کے جھگڑیں گے پس تم ان کو حدیث سے پکڑنا مواخذہ کرنا۔ ”فان اصحاب السنن اعلم بكتاب الله“ اس لئے کہ حدیث والے (اہل حدیث) ہی قرآن کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ (سنن الدارمی صفحہ ۷۷ جلد ۱)

اس کے علاوہ مضمون خود بتا رہا ہے کہ اس آیت کا اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قرآن کریم میں سیاق سے اس طرح ہے۔

﴿وَإِذَا لَمْ يَأْتُوا بِالْحُجَّةِ قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا قُلْ إِنِ اتَّبَعْتُ الْإِنشَاءَ مَا يُوْحَىٰ إِلَيَّ

من ربی هذا بصائر من ربکم و ہدی و رحمة لقوم يؤمنون و اذا قرئ القرآن فاستمعوا له و انصتوا لعلکم ترحمون ﴿۱﴾ (الاعراف)

ان آیات کا ترجمہ علامہ تاج محمد امرڈی نے اس طرح کیا ہے۔

”اور (اے پیغمبر) جب تو ان کے پاس کوئی آیت لاتا ہے (تو) کہتے ہیں کہ (اپنی طرف سے) کیوں نہیں ہاتا؟ کہہ دے کہ جو کچھ میری طرف اپنے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے اس کے علاوہ (کسی اور کی) تابعداری نہیں کرتا۔ یہ (قرآن) ہمارے رب کی طرف سے روشنی اور ہدایت اور رحمت ہے اس قوم کے لئے جو مانتی ہے اور جب قرآن پڑھا جائے (تو) اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

اسی طرح مولوی محمد عثمان نورنگ زاہد کی تفسیر تنویر الایمان میں بھی ہے۔

ناظرین!

اب اس ترجمہ پر غور کریں کہ یہ کفار کا مطالبہ ہے جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو یہ کہنے کا حکم دیتا ہے کہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ اس حکم کا پابند ہوں جو وحی کے ذریعے میری طرف آتا ہے اور یہ قرآن میرے رب کی طرف سے آیا ہے جس میں تمہارے لئے روشنی اور رہنمائی ہے خاص کر مؤمنوں اور ماننے والوں کے لئے رحمت ہے اس لئے تم اس کو خاموشی سے سنو تاکہ تمہارے لئے بھی رحمت بن جائے۔ یعنی وہ وعظ اور دوران خطبہ شور مچاتے تھے اور ان کے بڑوں کی اپنے زبردستوں کو تعلیم تھی جیسا کہ قرآن کریم میں (دوسری جگہ) فرمایا گیا ہے۔

﴿و قال الذین کفروا لا تسمعوا لهذا القرآن و الغوا فیہ لعلکم

تغلبون﴾ (حَمَّ السَّجْدَةِ رُكُوع ۴ پارہ ۲۴)

اور کفار نے کہا کہ اس قرآن کو نہ سنو اور اس کے پڑھنے کے دوران شور کرو تاکہ تم غالب ہو جاؤ۔ (ترجمہ امری ص ۵۷۳)

یعنی دوران خطبہ کفار کو شور کرنے سے روکا گیا۔ امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر جلد ۱۵ صفحہ ۱۰۵-۱۰۴ میں اس بارے میں تفصیلی تقریر کی ہے اور فرماتے ہیں اس طرح قرآن کریم کے مضمون کی اچھی ترتیب اس کو فائدہ مند بنانے والی ہے اور اس کو امام کے پیچھے قراءت کرنے سے روکنے کی دلیل بنانے سے مضمون کا سلسلہ وار ہونا اور ترتیب نہیں رہے گی۔

اسی طرح اس مسئلے سے متعلق (وہ لوگ) کئی روایات پیش کرتے ہیں جو کہ یا تو صحیح نہیں ہیں یا ان سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ علامہ عبدالحی لکھنوی مؤطا امام محمد کے حاشیہ التعلیق الممجد صفحہ ۱۰۱ میں فرماتے ہیں۔

لم یرد فی حدیث مرفوع صحیح النہی عن قراءۃ الفاتحة خلف

الامام و کل ما ذکر وہ مرفوعا فیہ اما لا اصل له و اما لا یصح۔

یعنی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ سے کسی بھی صحیح اور مرفوع حدیث میں ممانعت وارد نہیں ہے اور جو مرفوع روایات ذکر کی جاتی ہیں ان میں سے کچھ تو بے اصل اور بناوٹی ہیں اور کچھ غیر صحیح ہیں۔

امام عبد اللہ بن مبارک جو تبع تابعین میں مشہور اور بڑے مقام والے ہیں فرماتے ہیں :

”انا اقرأ خلف الامام و الناس یقرءون و الا قوم من الکوفیین۔“

(الترمذی مع تحفة الاحوذی صفحہ ۴۵۲ جلد ۱)

یعنی میں امام کے پیچھے قراءت کرتا ہوں اور کوفیوں کی ایک قوم کے علاوہ سب لوگ قراءت کرتے ہیں۔

محقق علمائے حنفیہ کی رائے

ناظرین!

کتنے محقق علمائے حنفیہ بھی دلائل دیکھ کر امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل ہوئے ہیں مثلاً۔

(1) حنفی مذہب کے مشہور عالم اور مجتہد فی المذہب شیخ عبدالرحیم جو کہ شیخ التسلیم کے لقب سے معروف ہیں وہ بھی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے خود بھی پڑھتے تھے اور کہا کرتے تھے۔

لو كان في فمى جمره يوم القيامة احب الى من ان يقال لا صلاة

لك (امام الکلام لکھنوی صفحہ ۳۸)

یعنی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی وجہ سے منہ میں انگارے ڈالے جانے کی وعید سنائی جاتی ہے۔ اگر قیامت کے دن میرے منہ میں انگارے ڈالے جائیں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ مجھے کہا جائے کہ تیری نمازیں قبول ہی نہیں ہوئیں۔ (در اصل یہ اس روایت کی طرف اشارہ ہے جو عالی حنفیوں نے گھڑی ہیں کہ جو شخص نماز میں سورہ فاتحہ پڑھے گا قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کے انگارے ڈالے جائیں گے۔
یوگوی)

(2) شاہ ولی اللہ انصاری العارفین میں اپنے والد شاہ عبدالرحیم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے۔ (غیث الغمام صفحہ ۲۱۵)

(3) شیخ نظام الدین محمد بن احمد بدایونی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو جائز سمجھتے تھے اور خود بھی آہستہ آہستہ پڑھتے تھے ان کو کچھ ساتھیوں نے بتایا کہ ایک روایت میں ہے

کہ امام کے پیچھے پڑھنے والے کے منہ میں انگارے ڈالے جائیں گے تو انہوں نے کہا:

”و قد صح عن النبي ﷺ لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب

فالحديث الاول مشعر بالوعيد و الثاني ببطلان الصلاة لمن لم يقرأ

بalfاتحة و انى احب ان اتحمل الوعيد و لا استطيع ان تبطل

صلاتى الا انه قد صح فى الاصول ان الاخذ بالاحوط و الخروج

من الخلاف اولى“۔

یعنی صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ جس نے بھی نماز میں

سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوگی اس کا مطلب ہے کہ سورہ فاتحہ نہ پڑھنے

والے کی نماز باطل ہے۔ اس لئے مجھے یہ تو برداشت ہے کہ میرے منہ میں انگارے

ڈالے جائیں مگر یہ بات برداشت نہیں کہ میرے نماز میں ہی باطل قرار دی جائیں۔ نیز

اصول فقہ کا مسئلہ بھی ہے کہ احتیاط کرنا اور اختلاف سے نکلنا بہتر ہوتا ہے۔ یعنی احتیاط

اسی میں ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھ لینی چاہئے۔ (نزہۃ الخواطر صفحہ ۱۲۳ جلد ۲)

(4) علامہ عبد الصمد پشاوری حنفی نے تو اس بارے میں مستقل رسالہ بنام ”اعلام

الاعلام بقرآۃ الفاتحة خلف الامام“ لکھا ہے۔ جس میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ

امام کے پیچھے سورہ فاتحہ ضرور پڑھنی چاہئے اور اس کی ممانعت کیلئے کوئی دلیل نہیں ہے

اس لئے قراءۃ فاتحہ خلف الامام کا قائل ہونا ضروری ہے کیونکہ میں نے اس بارے میں

بہت ساری کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور فاتحہ خلف الامام سے ممانعت کے بارے میں

حدیث تو کیا صحابی کا قول بھی مجھے نہیں ملا۔ اس کے برعکس فاتحہ خلف الامام کے بارے

میں تقریباً تیس احادیث وارد ہیں نیز صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین میں سے اکثر کا یہی

عمل تھا۔

(5) علامہ احمد فیاض ایٹھوی یہ بھی تمام نمازوں میں سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور مخالفین پر رد کرتے تھے۔ (نزہۃ الخواطر صفحہ ۳۱ جلد ۴)

(6) مرزا مظہر جان جاناں فاتحہ خلف الامام کو قوی جانتے تھے۔ (ابجد العلوم مصنف نواب صدیق حسن خان صفحہ ۹۰۰)

(7) علامہ عبدالباقی نقشبندی دہلوی شروع ہی سے فاتحہ خلف الامام پڑھتے تھے اس لئے کہ اس بارے میں بہت ساری احادیث اور قوی دلائل موجود ہیں۔ (نزہۃ الخواطر صفحہ ۱۹۹ جلد ۵)

(8) التفسیر الاحمدیہ صفحہ ۲۲۷ میں ہے۔

”فان رأیت الطائفة الصوفیة و المشائخ الحنفیة تراهم یستحسنون

قراءة الفاتحة للمقتدی كما استحسنة محمد ایضا احتیاطا فیما

روی عنه“۔

یعنی بہت سارے صوفی اور حنفی مشائخ آپ کو نظر آئیں گے جو قراءۃ خلف الامام کو مستحسن جانتے ہیں جیسے امام محمد سے مروی ہے کہ اس نے بھی فاتحہ خلف الامام کو احتیاطی طور پر مستحسن سمجھا ہے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سارے حوالہ جات ہیں بلکہ خود امام ابو حنیفہ اور اس کے شاگرد محمد سے بھی ایک روایت منقول ہے۔ چنانچہ علامہ لکھنوی حنفی امام الکلام صفحہ ۲۱۶ میں امام شعرانی سے نقل کرتے ہیں۔

”لابی حنیفة و محمد قولان احدہما عدم و جوبہا بل لا تسن و

هذا قولہما القدیم و ادخلہ محمد فی تصانیفہ القدیمة و انتشرت

النسخ فی الاطراف و ثانیہما علی سبیل الاحتیاط و عدم کراہتہا

عند المخالفة للحديث المرفوع لا تفعلوا الا بام القرآن و فى رواية لا تقرأوا بشيء اذا جهرت الا بام القرآن و قال عطاء كانوا يرون على المأموم القراءة فيما يجهر فيه الامام و فيما يسر فرجعا من قولهما الاول الى الثانى احتياطا۔

یعنی امام ابو حنیفہ اور امام محمد سے فاتحہ خلف الامام کے بارے میں دو قول ہیں۔

(1) فاتحہ خلف الامام نہ واجب ہے نہ سنت یہ ان کا پرانا اور پہلا قول ہے جو کہ امام محمد نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے جن کے نسخے چاروں اطراف پھیل گئے۔

(2) دوسرا قول یہ ہے کہ احتیاطی طور پر سری نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا مستحسن ہے اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ اس لئے کہ حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے (مقتدیوں کو) فرمایا کہ سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھو دوسری روایت میں ہے کہ جس وقت جہری قراءت کروں تو سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا کرو جیسا کہ دونوں حدیثیں اوپر گزریں اور عطاء بن ابی رباح نے فرمایا کہ جہری اور سری دونوں نماز میں سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کے (صحابہ و تابعین) قائل تھے یہ ان کا آخری قول ہے جس کی طرف دونوں اماموں نے پہلا قول چھوڑ کر رجوع کیا ہے۔

الغرض :

ہر مسلمان کو اپنی نماز کا خیال رکھنا چاہئے اور اتنی احادیث دیکھ لینے کے بعد کسی قسم کے شک میں نہیں رہنا چاہئے بلکہ سورہ فاتحہ ہر نماز اور ہر حالت میں پڑھنی چاہئے اور اپنی نماز میں برباد نہیں کرنی چاہئیں۔

مزید تفصیل کے لئے ہماری تفسیر سورہ فاتحہ اور ”کتاب تمییز الطیب من الخبیث فی جواب رسالۃ تحفة الحدیث“ کا مطالعہ کرنا چاہئے اور مزید تسلی حاصل

کر لینی چاہئے اللہ تبارک و تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسی بابرکت سورت سے محروم ہونے سے پناہ میں رکھے بلکہ اس کو پڑھنے اور اس کے ثواب واجر میں حصے دار بنائے۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين و الصلاة و السلام على سيد

المرسلين و على أهل طاعته اجمعين - آمين

وانا العبد

ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی

غفر له و لوالديه

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امام کے سکات میں مقتدی کا سورہ فاتحہ پڑھنا

اس کے متعلق پہلے حدیثیں ملاحظہ ہوں

(۱) ابوداؤد ص ۱۱۳ ج ۱ باب السکة عند الافتتاح میں ہے :

وحدث سمرة بن جندب انه حفظ عن رسول الله ﷺ سكتين ، سكتة اذا

كبر و سكتة اذا فرغ من قراءة غير المغضوب عليهم و لا الضالين -

یعنی سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دو سکتے یاد کئے ایک سکتہ

جب آپ تکبیر کہہ کر نماز شروع کرتے اور دوسرا سکتہ جب آپ ﴿غیر المغضوب

علیہم و الضالین﴾ کے پڑھنے سے فارغ ہوتے۔

دوسری حدیث میں ہے :

قال سمرة حفظت سكتين في الصلاة سكتة اذا كبر الامام حتى يقرأ و

سكتة اذا فرغ من فاتحة الكتاب و سورة عند الركوع۔

یعنی سمرة کہتے ہیں کہ میں نے نماز میں دو سکتے یاد کئے ایک جب امام تکبیر تحریمہ کہے

جب تک قرأت شروع کرے ، دوسرا سکتہ رکوع کے وقت جب فاتحہ اور سورت

سے فارغ ہو۔

(۲) ابن ماجہ ص ۶۱ باب فی سکتی الامام میں ہے۔

عن سمرة بن جندب قال سكتان حفظت عن رسول الله ﷺ فانكر ذلك

عمران بن الحصين فكتبنا الى ابي بن كعب بالمدينة فكتب ان سمرة قد

حفظ قال سعید فقلنا لقتادة ما هاتان السكتتان؟ قال: اذا دخل في صلاته و اذا فرغ من القراءة ثم قال بعد و اذا قرأ غير المغضوب عليهم و الضالين - قال و كان يعجبهم اذا فرغ من القراءة أن يسكت حتى يترأ اليه نفسه -

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو سکتے یاد کیئے جس پر عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا تو اس نے جواب میں لکھا کہ سمرہ رضی اللہ عنہ نے واقعی یاد کیا ہے۔ راوی سعید کہتا ہے کہ ہم نے قتادہ سے کہا کہ یہ دو سکتے کون سے ہیں؟ کہا کہ جب نماز میں داخل ہو اور جب قرأت سے فارغ ہو۔ اس کے بعد کہا کہ جو غیر المغضوب علیہم و الضالین کے اور ان کو یہ پسند تھا کہ جب قرأت سے فارغ ہو تو تھوڑی دیر خاموش رہے تاکہ سانس اس کی طرف واپس لوٹ آئے۔

(۳) جزء القراءة للبخاری ص ۲۹ میں ہے۔

عن عبد الله بن عثمان بن خثيم قال قلت لسعيد بن جبیر اقرأ خلف الامام؟ قال نعم! و ان سمعت قراءه ته انهم قد احدثوا ما لم يكونوا يصنعونه ان السلف كان اذا ام احدهم الناس كبر ثم انصت حتى يظن ان من خلفه قد قرأ فاتحة الكتاب، ثم قرأ و انصتوا -

عبد اللہ بن عثمان بن خثیم سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن جبیر سے پوچھا کہ میں امام کے پیچھے قرأت کروں؟ کہا کہ ہاں اگرچہ اس (امام) کی قرأت سنتے بھی ہو۔ انہوں نے وہ نیا کام کیا ہے جو سلف (صحابہ) نہیں کرتے تھے ان کا تو یہ طریقہ تھا کہ جو بھی ان کی امامت کرتا تھا تو وہ تکبیر کہ کر خاموش ہو جاتا تھا جب تک یہ خیال

کر تاکہ پیچھے والوں نے سورہ فاتحہ پڑھ لی ہے پھر امام پڑھتا وہ خاموش ہو جاتے۔
(۴) جزء القرعہ پہنچتی ص ۷۰ میں ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال کل صلاة لا یقرأ فیہا بام الكتاب فہی خداج ثم ہی خداج۔ فقال بعض القوم فكيف اذا كان الامام یقرأ؟ قال ابو سلمة للامام سکتان فاغتنموہما، سکتۃ حین یکبر و سکتۃ حین یقول غیر المغضوب علیہم و لا الضالین۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ خداج اور ناقص ہے۔ تو قوم میں سے کسی نے سوال کیا کہ جب امام پڑھ رہا ہو تو کیا کرے؟ تو ابو سلمہ نے جواب دیا کہ امام کے دو سکتے ہیں انہیں سے فائدہ لے لو۔ ایک جب تکبیر تحریمہ کے دوسرے جب غیر المغضوب علیہم و الضالین کے۔

فائدہ: یہ جواب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے تھا اس نے کوئی انکار نہیں کیا پس اس کا بھی یہی فیصلہ ہے۔

(۵) مستدرک حاکم ص ۲۳۲ ج ۲ میں ہے۔

عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت ان النبی ﷺ کان یقطع قرأته آیۃ آیۃ الحمد للہ رب العالمین ثم یقف الرحمن الرحیم ثم یقف۔

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قراءت کرتے وقت آیت آیت جدا کرتے۔ الحمد للہ رب العالمین کے ٹھہر جاتے پھر الرحمن الرحیم کے ٹھہر جاتے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ متعدد سکلت مسنون ہیں۔ پہلی رکعت میں تکبیر

تحریم کے بعد اور پھر سورہ فاتحہ پوری کرنے کے بعد اور پھر پوری قراءت کرنے کے بعد یعنی رکوع سے قبل۔ اس طرح ہر آیت کے بعد تھوڑا سا وقفہ، انہی حالتوں میں مقتدی جب چاہے پوری سورت فاتحہ یا آیت آیت کر کے پڑھ سکتا ہے۔ تابعین رحمہم اللہ نے صحابہ کے عمل سے یہی سمجھا جیسا کہ سعید بن جبیر اور ابو سلمہ کا قول ذکر ہوا اور ابو سلمہ کے قول کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بھی تائید ہے نیز عروہ کا قول آپ نے بھی ذکر کیا ہے۔ نیز ابوداؤد ص ۲۰ ج ۱ میں ہے۔

قال مكحول اقرأ فيما جهر به الامام اذا قرأ بفاتحة الكتاب و سكت سرفان لم يسكت اقرأ بها قبله و معه و بعده لا تترکھا علی حال۔

یعنی مکحول فرماتے ہیں کہ امام جب جہری نماز میں سورہ فاتحہ پڑھ کر خاموش ہو تم بھی آہستہ پڑھ لیا کرو، اگر خاموش نہ ہو تب بھی اس سے قبل یا بعد یا اس کے ساتھ پڑھ لیا کرو اور کسی حال میں بھی نہ چھوڑو۔

آپ نے جزء القراءۃ سے صحابہ کا عمل ذکر کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ خاموش ہوتے تو وہ پیچھے پڑھتے اور جب آپ پڑھتے تھے تو وہ خاموش ہوتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ امام کو سکنت کرنے ہیں تاکہ مقتدی باسانی سورہ فاتحہ پڑھ سکے اور اہل حدیث، حدیث کو قرآن پر مقدم نہیں کرتے بلکہ حدیث کو قرآن کی تفسیر جانتے ہیں اور اس کی روشنی میں قرآن کو سمجھتے ہیں، یہی صحابہ کا معمول تھا۔ چنانچہ صحیح مسلم ص ۹۵ ج ۳ مع النووی میں جلد رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے سفر حج کا ذکر ہے اس میں یہ الفاظ ہیں۔

و رسول اللہ ﷺ بین اظہرنا و علیہ ينزل القرآن و هو يعرف تأویلہ و ما

عمل من شیء عملنا بہ ۔

یعنی رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے اور آپ ہی پر قرآن نازل ہو رہا تھا اور آپ ہی اس کے تفسیر کو جانتے تھے اور جو آپ عمل کرتے ہم وہی کرتے۔

پس رسول اللہ ﷺ کا حکم کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں یہ قرآن کے خلاف نہیں ہے اور آیت ﴿اذا قرئ القرآن فاستمعوا له و انصتوا﴾ میں فاتحہ کی کوئی منع نہیں ہے اور وہ مطلق ہے اور احادیث میں خاص فاتحہ کا ذکر ہے لہذا دونوں پر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ فاتحہ کا حکم جدا سمجھنا چاہیے۔ اگر اس آیت میں فاتحہ کی بھی ممانعت ہوتی تو رسول اللہ ﷺ ہر گز حکم نہ دیتے بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو کہ ہم سے قرآن کے زیادہ عالم اور جاننے والے تھے جب رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے مقتدیوں کے لئے یہ حکم سنا کہ ”جب میں جہر سے قرآن پڑھوں تو تم قرآن مجید سے کچھ نہ پڑھو سوائے سورہ فاتحہ کے اس لئے کہ جو شخص سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی“۔ جیسا کہ آپ نے بھی نقل کیا ہے تو کسی صحابی نے یہ عرض نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن میں تو یہ حکم ہے کہ ”جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے“۔ اب ہم قرآن کے دونوں حکموں کی کیسی خلاف ورزی کریں یعنی نہ سنیں نہ خاموش رہیں، کسی نے یہ خدشہ پیش نہیں کیا کیونکہ وہ سمجھ گئے کہ اس قرآنی حکم میں فاتحہ کی منع نہیں ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ حکم نہیں دیتے۔ اس کی مثال دوسری سینے صحیح بخاری ص ۴۹ ج ۲ میں ابو سعید بن معلیٰ سے روایت ہے کہ

قال كنت اصلى فدعاني النبي ﷺ فلم اجبه قلت يا رسول الله انى كنت

اصلی - قال الم يقل الله ﴿استجيبوا لله و للرسول اذا دعاكم﴾الحديث۔

یعنی میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا تو میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں نے یہ عذر پیش کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) میں نماز پڑھ رہا تھا (یعنی نماز سکوت سے رہنا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کو جواب دو اور رسول ﷺ کو بھی جواب دو جب بھی آپ کو بلائے۔

اور سنن ترمذی ص ۱۱۱ ج ۲ ابواب فضائل القرآن باب ماجاء فی فضل فاتحة الكتاب میں بھی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا اس طرح کا واقعہ ہے۔

عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ خرج علی ابی بن کعب فقال رسول اللہ ﷺ یا ابی ! و هو یصلی - فالتفت ابی و لم یجبه و صلی ابی فخفف ثم انصرف الی رسول اللہ ﷺ فقال السلام علیک یا رسول اللہ فقال رسول اللہ ﷺ و علیک السلام ما منعک یا ابی ان تجیننی اذ دعوتک ؟ فقال یا رسول اللہ ! انی کنت فی الصلاة - قال الم تجد فیما اوحی اللہ الی ان استجیبوا لله و للرسول اذا دعاکم لما یحییکم - قال بلی ! و لا اعود ان شاء اللہ -

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابی بن کعب کی طرف نکلے اور اسے بلایا اور وہ نماز پڑھ رہا تھا اور جواب نہیں دیا پھر ہلکی نماز کر کے پوری کی اور آپ کے پاس آکر سلام کہا تو آپ نے اس کا جواب دیکر فرمایا کہ جب میں نے تجھے بلایا تو کس نے تجھے جواب دینے سے روکا؟ عرض کیا کہ میں نماز میں تھا۔ آپ نے فرمایا

کہ جو میرے پاس وحی آئی ہے اس میں تو یہ حکم نہیں پایا کہ ”اللہ کو جواب دو اور اس کے رسول کو جب بھی تم کو بلائے“ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔

اب ظاہر ہے کہ اس آیت میں نماز کا کوئی ذکر نہیں لیکن چونکہ ان لوگوں کا عقیدہ تھا کہ آپ ہی قرآن کو جاننے والے ہیں اور آپ ہی کی تعلیمات کی روشنی میں اس کو سمجھنا ہے اس لئے باوجود کہ اس کو پتہ تھا کہ نماز میں کلام کرنے یا جواب دینے نہیں ہیں لیکن اپنی فہم کو غلط سمجھا اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عہد کیا۔ احادیث میں ایسی کئی مثالیں مل سکتی ہیں۔ فیما نحن فیہ میں ایسا ہی سمجھنا چاہیے۔ اگر قرآن کریم میں صریحاً خاص فاتحہ کی منع ہوتی تو پھر قرآن و حدیث میں معاذ اللہ تعارض سمجھا جاتا بلکہ ایک ایک مطلق حکم ہے اور حدیث میں تو صراحت اور خصوصی حکم ہے لہذا وہ قرآن کی وضاحت ہے نہ کہ معارض یا مخالف.....

آپ نے خود ”فوائد ستاریہ“ سے نقل کیا ہے کہ ”ابتداء میں صلاۃ پڑھتے ہوئے باتیں کر لیا کرتے تھے“۔ اس سے خود ہی ثابت ہوا کہ یہ آیت اگرچہ نماز کے بارے میں تسلیم کی جائے لیکن قراءت کے بارے میں نہیں کلام کے بارے میں ہے پس تعارض کا تو تصور ہی نہیں رہا۔ خود فوائد ستاریہ ص ۲۸۰ میں پوری عبارت اس طرح ہے ”نماز میں لوگ باتیں کیا کرتے تھے اس پر یہ آیت اتری اور باتوں کی ممانعت ہوئی“۔ پس اس عبارت سے ہی فیصلہ ہو گیا کہ آیت میں کلام کرنے کی ممانعت ہے نہ کہ فاتحہ پڑھنے کی۔ اور حدیث میں فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے نہ کہ کلام کرنے کا۔ اس لئے کوئی تعارض نہیں۔ اور اہل حدیث پر الزام صحیح نہیں ہوا کہ وہ

قرآن پر اپنی سمجھ سے حدیث کو مقدم کرتے ہیں۔ الغرض سکلت میں پڑھنے کا حکم اس حکم کو متضمن ہے کہ امام کو سکلت کرنے ضروری ہیں۔ و ما لا يتم الواجب الا به واجب۔ پس مقتدی امام کے سکلت میں اس سے پہلے یاد ر میان میں یا آخر میں پورے قیام میں رکوع تک سورہ فاتحہ پوری کر سکتا ہے۔

اس کے علاوہ ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ جبری نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ کے علاوہ اور کچھ پڑھنے کی منع ہے نہ فاتحہ کی، کیونکہ الفاظ یہ ہیں جیسا کہ آپ نے ابوداؤد اور دارقطنی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ :

فلا تقرؤوا بشيء من القرآن اذا جهرت الا بام القرآن فانه لا صلاة لمن لم يقرأ بها۔

اور ”اذا جهرت“ سے بالکل واضح ہے۔ اور دارقطنی ص ۳۱۹ ج ۱ میں یہ الفاظ ہی کہ :

قال هل تقرؤون في الصلاة معي؟ قلنا نعم قال فلا تفعلوا الا بفاتحة الكتاب

یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نماز میں میرے ساتھ ساتھ پڑھتے ہو؟ ہم نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھو۔ ثبات ہوا کہ فاتحہ کے پڑھنے پر کوئی اعتراض نہیں۔ ہاں البتہ سکلت میں پڑھنے کا حکم ہے اگر موقعہ نہیں ملتا تو بھی فاتحہ کو چھوڑنا نہیں ہر حال میں پڑھنا ہے۔ جیسا کہ مکحول تابعی کا قول گذرا اور یہی حدیث کے الفاظ کا تقاضا ہے۔ و ما لا يدريك كله لا يترك كله۔

و الله يقول الحق و هو يهدي السبيل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آمین کہنے کا وقت

آمین کہنے میں فرشتوں کی موافقت کے بابت چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں

(۱) صحیح مسلم ص ۶۷۱ ج ۱ مع النووی میں یہ الفاظ ہیں۔

اذا قال القاری غیر المغضوب علیہم و الضالین فقال من خلفہ آمین فوافق

قوله قول اهل السماء غفر له ما تقدم من ذنبه۔

یعنی جب قاری ﴿غیر المغضوب علیہم و الا الضالین﴾ کہے اور پیچھے والوں نے

بھی آمین کہا پس ان کا قول آسمان والوں کے قول کے موافق ہو گیا تو ان کے گذشتہ

گناہ معاف کیئے جائیں گے۔

(۲) ابوداؤد ص ۳۵۵ ج ۱ میں ہے۔

اذا امن الامام فامنوا فانه من وافق تأمینه تأمین الملائكة غفر له ما تقدم من

ذنبه۔

یعنی جب امام آمین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں سے موافق ہوئی

تو اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

یہی حدیث بخاری ص ۱۰۸ ج ۱ میں بھی ہے۔

(۳) بخاری ص ۱۰۸ ج ۱ باب جهر الماموم بالتأمین میں ہے۔

اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین فانه من وافق

قوله قول الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه۔

یعنی جب امام ﴿غیر المغضوب علیہم و لا الضالین﴾ کہے تو تم بھی آمین کہو پس جس کا قول فرشتوں کے قول سے موافق ہو تو اس کے گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(۴) نسائی ص ۹۴ ج ۱ باب جہر الامام بآمین میں ہے۔

اذا قال الامام غير المغضوب عليهم و لا الضالين فقولوا آمين، فان الملائكة تقول آمين و ان الامام يقول آمين فمن وافق تأمينه تأمين الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه۔

یعنی جب امام ﴿غیر المغضوب علیہم و لا الضالین﴾ کہے تو تم بھی آمین کہو، کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے، پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہو گئی تو اس کے گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

یہ روایت دارمی ص ۲۲۸ ج ۱ میں بھی ہے اور ابن حبان ص ۱۴۶ ج ۲ (بترتیب الفارسی) میں بھی ہے۔

(۵) ابن ماجہ ص ۶۱ میں ہے۔

اذا امن القارى فامنوا، فان الملائكة تؤمن فمن وافق تأمينه تأمين الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه۔

یعنی جب قراءت کرنے والا آمین کہے، تو تم بھی آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں، پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہو گئی تو اس کے گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(۶) دارمی ص ۲۲۸ ج ۱ میں ہے۔

اذا قال القارى غير المغضوب عليهم و الضالين فقال من خلفه آمين فوافق ذلك اهل السماء غفر له ما تقدم من ذنبه -

یعنی جب قاری ﴿غیر المغضوب علیہم و الا الضالین﴾ کہے اور پیچھے والوں نے بھی آمین کہا پس یہ آسمان والوں کے ساتھ موافقت ہو جائیگی تو اسکے گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(۷) صحیح ابو عوانہ ص ۱۰ ج ۲ میں ہے۔

اذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا آمين؛ فانه اذا وافق كلامه كلام الملائكة غفر له -

یعنی جب امام ﴿غیر المغضوب علیہم و لا الضالین﴾ کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جب اس کا کلام فرشتوں کے کلام سے موافق ہوگا تو وہ بخشا جائیگا۔
ابوداؤد ص ۱۳۵-۱۳۴ ج ۳ میں ہے۔

كان رسول الله ﷺ اذا قرأ و الا لضالين قال آمين و رفع بها صوته -
یعنی رسول اللہ ﷺ جب ولا الضالین پڑھتے تھے تو آمین کہتے اور اس کے ساتھ آواز کو بلند کرتے تھے۔

جملہ الفاظ احادیث کو غور سے پڑھو ان سے حسب ذیل باتیں معلوم ہوتی

ہیں۔

(الف) قاری یا امام کو اس وقت آمین کہنی ہے جب وہ ولا الضالین کہے۔

(ب) فرشتے بھی امام کے آمین کے وقت آمین کہتے ہیں۔

(ج) مقتدی کے لئے دو قسم کا حکم ہے ایک یہ کہ ”اذا قال الامام غير المغضوب

عليهم و لا الضالين فقولوا آمين“ یعنی جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ ظاہر ہے کہ امام فاتحہ کے بعد آمین کہے گا اور مقتدی اس کے ساتھ آمین کہیں گے تاکہ دونوں حکموں پر عمل ہو جائے۔ یعنی امام ﴿و لا الضالين﴾ کہنے کے بعد اس کی آمین کے ساتھ آمین کہیں۔ اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ مقتدیوں کا امام کے اختتام فاتحہ پر آمین کہنا اس بات کا یقین ثبوت ہے کہ مقتدی اپنے امام کے ساتھ ساتھ پڑھ رہے تھے کیونکہ مقتدی کو کبھی تو سکتات میں امام کے ختم کرنے سے پہلے سورت فاتحہ پڑھنے کا موقع مل جاتا ہے کبھی ایک دو آیتیں رہ جاتی ہیں ورنہ تو بعد میں بھی سکتات میں پڑھ سکتا ہے مثلاً ایک آدمی ایسے وقت جماعت میں شامل ہوتا ہے کہ امام فاتحہ پوری کر کے دوسری سورت پڑھ رہا ہے تو اس وقت کیا کرے گا۔ یہی کہ کوشش کرے کہ امام کے سکتات میں فاتحہ پڑھ سکے مگر آمین کا وقت مقرر ہے یعنی جب امام فاتحہ پوری کر کے آمین کہنے لگے تو اسی وقت آمین کہنی ہے۔ لیکن قراءت کا وقت محدود یا خاص نہیں بلکہ رکوع تک فاتحہ کو پورا کرنا ہے۔ اس پر یہ کہنا کہ آیت قرآنی کے خلاف ہے قابل تاہل ہے کیونکہ اول تو یہ بتایا گیا کہ فاتحہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ میں ”فلا تقرأوا بشيء اذا جهرت الالبام القرآن“ یعنی امام کے جہر کے وقت فاتحہ کے سوا باقی پڑھنا منع ہے، کیونکہ کلمہ ”اذا جهرت“ حرف شرط ہے جو اپنے مدخول جملہ کو شرط کے ساتھ مقید کرتا ہے۔ اور یہ استثناء صرف احادیث کیلئے ہیں بلکہ اس کے بعد یہ تاکید جملہ مسئلہ واضح کر دیتا ہے ”فانه لا صلاة لمن لم يقرأ بها“ اور دوسری حدیث جو ہم نے لکھی ہے کہ ”هل تقرأون فى الصلاة معي؟ قلنا نعم قال فلا تفعلوا الا بفاتحة الكتاب“ پس

سورت فاتحہ زیر بحث ہی نہیں ہو سکتی۔ ثانیاً اگرچہ مقتدی نے امام سے پہلے فاتحہ پوری کر لی ہے تو بھی امام کے سکناات میں جن میں پڑھنے سے قرآن کی مخالفت جس کا آپ نے ذکر کیا ہے لازم نہیں آتی اور یہ بھی صحیح نہیں کہ امام کی آیت سننے کے بعد وہی آیت پڑھے ایسا حکم کسی حدیث میں نہیں ہے بلکہ پورے قیام میں جب موقع ملے پڑھنا ہے اور آمین سے پہلے جو آپ نے امام کو سکتہ کرنے کا حکم دیا ہے اس کا کسی حدیث میں ثبوت نہیں ہے بلکہ حدیث میں صریح ہے کہ ﴿ولا الضالین﴾ کہتے ہی آمین کہنی چاہیے، آپ نے جو ابو داؤد کی روایت نقل کی ہے کہ ”اللہ کے رسول ﷺ نے جب آمین کسی تو صف اول نے آپ کی آواز سنی“ یہ روایت آپ نے پوری نقل نہیں کی۔ پوری روایت اس طرح ہے۔

كان رسول الله ﷺ اذا تلا غير المغضوب عليهم و لا الضالين قال آمين حتى يسمع من يليه من الصف الاول (ابو داؤد ص ۱۳۵ ج ۱ باب التأمین وراء الامام)

یعنی رسول اللہ ﷺ جب آیت ﴿غیر المغضوب علیہم و لا الضالین﴾ پڑھتے تو آمین کہتے حتیٰ کہ صف اول والوں میں سے جو آپ کے قریب ہوتے وہ سننے تھے۔ اب اس حدیث نے ہی فیصلہ کر لیا کہ آپ نے فاتحہ پڑھتے ہی آمین کسی اور لوگوں نے سنی سابقہ حدیث سے ثابت ہوا کہ امام کی آمین کے ساتھ مقتدیوں کو آمین کہنی چاہیے۔ آپ نے جو جزء القراءة بیہقی سے جو حدیث نقل کی ہے کہ ”جب آپ ﷺ خاموش ہوتے تو صحابہ کرام آپ کے پیچھے پڑھتے الخ۔ اس میں بھی یہ بیان نہیں ہے کہ جو آیت آپ پڑھتے وہی پیچھے پڑھتے تھے بلکہ مطلق ذکر ہے کہ وہ آپ

کے سکوت کے منتظر ہوتے جب آپ سکوت فرماتے تو جو پڑھ سکتے تھے وہ پڑھ لیتے۔
 بس یہی طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت کرے۔ آمین
 و اللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم

و کتبہ /

ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی (رحمہ اللہ)

جمیعت اہل بیت سندھ کا علمی اور ادبی کارناموں کی مطبوعات

